## اقوال زرّیں

- خبردار! کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیوں کہ کم درجے کا مسلمان بھی خدا کے یہاں بسا اوقات بلند مرتبہ رکھتا ہے۔
- کفار سے جہاد ’جہاد اصغر‘ ہے اور نفس سے جہاد ’جہاد اکبر‘ ہے۔
- بری صحبت سے تنہائی اور تنہائی سے علما کی صحبت بدرجہا اکبر ہے۔
- نماز کو سجدہ سہو پورا کرتا ہے، روزوں کو صدقہ پورا کرتا ہے، حج کو فدیہ قربانی پورا کرتا ہے اور ایمان کو جہاد پورا کرتا ہے۔

# یو جی سی (NET) کا پیپر بھی لیک ہوا

**پروفیسر اسلم جمشید پوری**

بے لاگ

پتہ نہیں، اس سرکار کو کیا ہوگیا ہے؟ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ کھلواڑ جاری ہے۔لاکھوں بچوں کے مستقبل کو جان بوجھ کر خراب کیا جارہا ہے۔ابھی تو میڈیکل NEET کے انٹرنس کے پیپر لیک کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھا بھی نہیں، ابھی تو NEET کا زخم تازہ ہے۔ پورے ہندوستان میں رزلٹ کے خلاف طلبا احتجاج کررہے ہیں۔سیاسی پارٹیاں زبردست آواز اٹھا رہی ہیں۔ راہل گاندھی، پرینکا گاندھی، کجریوال، سنجے سنگھ، ممتا بنرجی، ملکارجن کھرگے، اکھلیش یادو، نتیش کمار، تیجسوی یادو اور دیگر سیاسی رہنما اپنے اپنے طور پر میڈیکل انٹرنس امتحان میں ہوئی دھاندلی کے خلاف علم بلند کررہے ہیں۔ابھی یہ طوفان تھما ہی نہیں کہ ایک اور قومی سطح کا پیپر لیک ہوا اور یو جی سی کو پیپر کی منسوخی کا اعلان کرنا پڑا۔جی ہاں یو جی سی کا نیٹ کا 18 جون کو ہونے والا امتحان اگلے دن ہی منسوخ ہوگیا۔

18 جون کو پورے ہندوستان میں یو جی سی NET کا امتحان ہوا۔قابل اعتماد ذرائع کا کہنا ہے کہ نیٹ کا پیپر تو ایک دو دن قبل ہی آؤٹ ہوگیا تھا اور 5-6 لاکھ میں بک رہا تھا۔اس کی خبر امتحان لینے والی ایجنسی کے اعلیٰ افسران کو ہوگئی تھی۔امتحان منعقد ہونے سے قبل ہی معطل ہوسکتا تھا،لیکن امتحان ہوا اور اگلے دن منسوخ کیا گیا۔کیا پیپر پہلے ہی منسوخ نہیں ہوسکتا تھا؟ ایسا ہوتا تو کئی لاکھ بچے زحمت سے بچ جاتے۔ بچے کئی کئی سو کلو میٹر کا سفر طے کرکے آئے تھے۔اس بار امتحان آف لائن ہورہا تھا۔

15 دن پہلے ہی UGC NET کا رزلٹ آیا تھا اور مشکوک ٹھہرا۔15 دن قبل کے امتحان کو این ٹی اے (NTA) نے منعقد کرایا تھا۔مانا کہ اسی ایجنسی کو یو جی سی نیٹ کا امتحان کرانے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی تھی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کی وزارت کے لوگ کیا کررہے تھے؟ ایک ہی ایجنسی کے ذریعہ جب پہلے ہی ایک امتحان اور اس کا رزلٹ مشکوک ہوچکا تھا تو اس کو دوسرے امتحان سے روکا جاسکتا تھا۔اگر امتحان کرانے سے روکنا ممکن نہیں تھا تو اس کی سخت سرزنش کی جاتی اور یو جی سی نیٹ کے لیے آگاہ کیا جاتا۔

نیٹ کیا ہے؟ اسے نیشنل ایجبلیٹی ٹیسٹ کہتے ہیں۔یہ کالج یا یونیورسٹی میں پڑھانے کے لیے بہت ضروری ہے۔اس امتحان میں ہر مضمون (Subjects) میں جے آر ایف اسکالر شپ دی جاتی ہے، جسے جونیئر ریسرچ فیلوشپ کہتے ہیں۔جو ریسرچ کرنے کے لیے یو جی سی کی طرف سے ہر سبجیکٹ میں دی جاتی ہے۔نیٹ میں جن طلبا کے اچھے نمبر آتے ہیں، انہیں جے آر ایف دیا جاتا ہے۔یہ سب اسی امتحان سے طے ہوتا ہے۔یو جی سی یہ امتحان سال میں دو بار جون اور دسمبر میں منعقد کراتا ہے۔ان امتحانات میں لاکھوں بچے شریک ہوتے ہیں۔نیٹ اور جے آر ایف پاس طلبا کو پی ایچ ڈی میں داخلے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔جے آر ایف پاس بچوں کو ہر یونیورسٹی اپنے یہاں پی ایچ ڈی پروگرام میں پہلے اور بلاواسطہ داخلہ دیتی ہے۔پڑھانے کے لیے بھی ایم اے (کم از کم 55 فیصد) اور نیٹ یا جے آر ایف والے امیدواروں کا انتخاب ہوسکتا ہے۔

ہر بار اس امتحان میں کئی لاکھ اسٹوڈنٹس شرکت کرتے ہیں۔یو جی سی کی سائٹ کے مطابق جون 2020 میں تقریباً 8 لاکھ 60 ہزار 976 بچوں نے اس امتحان کے لیے فارم بھرا۔2021 دسمبر اور جون 2022 کا امتحان کمبائنڈ ہوا، اس میں 12 لاکھ 66 ہزار 509 بچوں نے فارم بھرے۔دسمبر 2022 کے امتحان میں 8 لاکھ 34 ہزار 537 بچوں نے فارم بھرے جبکہ جون 2023 میں یہ تعداد 6 لاکھ 39 ہزار 69 ہوگئی۔اس بار بھی تقریباً 7 لاکھ بچوں نے یو جی سی نیٹ امتحان کا فارم بھرا تھا۔پورے ہندوستان میں 18 جون 2024 کو یو جی سی نیٹ کا امتحان دو پالیوں میں تھا۔بچوں کو اگلے دن امتحان منسوخ ہونے کی خبر ملی،

> اس سے قبل UGC NET کا امتحان یونیورسٹیز، یو جی سی، سی بی ایس سی کراتی رہی ہیں۔اس سے قبل کبھی پیپر لیک نہیں ہوا۔کبھی ایسے حالات نہیں بنے۔سال میں دو بار یہ امتحان شفافیت کے ساتھ ہوتے رہے ہیں، اس بار کیا ہوگیا؟

جبکہ پیپر دو دن پہلے ہی لیک ہوگیا تھا۔سی بی آئی نے پیپر لیک معاملے میں ایف آئی آر درج کرلی ہے اور تحقیقات شروع کردی ہیں۔دوسری طرف ملک کے لاکھوں طلبا نے اس کے خلاف احتجاج، دھرنے، جلسے، جلوس شروع کردیے ہیں۔ہر طرف سے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ کا مطالبہ ہورہا ہے۔ساتھ ہی این ڈی اے گورنمنٹ کی ناکامی کی بھی بات ہورہی ہے۔این ڈی اے کے علاوہ تمام سیاسی جماعتیں NEET اور NET امتحان کے پیپر لیک معاملے کو زور شور سے اٹھا رہی ہیں۔

اس سے قبل UGC NET کا امتحان یونیورسٹیز، یو جی سی، سی بی ایس سی کراتی رہی ہیں۔اس سے قبل کبھی پیپر لیک نہیں ہوا۔کبھی ایسے حالات نہیں بنے۔سال میں دوبار یہ امتحان شفافیت کے ساتھ ہوتے رہے ہیں، اس بار کیا ہوگیا؟ موجودہ مرکزی سرکار دوسرے کاموں میں مصروف رہی، خاص کر اسے نیا نصاب لانے اور پرانے نصاب سے مغلیہ دور حکومت، ذکر بابری مسجد اور مسلم حکمرانوں کے کارناموں کو ہٹانے کی فکر تھی۔اسی چکر میں اعلیٰ تعلیم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اب ملک کے نوجوانوں کے ساتھ کھلواڑ بن گئی ہے۔اس حکومت نے اعلیٰ تعلیم کو بھی کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے، اس میں بھی زعفرانی رنگ کو شامل کیا جارہا ہے۔

ابھی تک این ٹی اے کو پیپر لیک معاملے میں قصور وار مانتے ہوئے بلیک لسٹیڈ کیوں نہیں کیا گیا؟ پیپر لیک کے ذمہ داروں کے گھروں پر بلڈوزر کیوں نہیں چلائے جارہے؟ جبکہ اعلیٰ تعلیم کے پیپر لیک معاملے کے قصورواروں کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہیے، ایسی کہ مستقبل میں کوئی اس گھناؤنے کام میں ہاتھ ڈالنے سے بھی کانپے۔اس کی سات پشتیں بھی ایسی سزا کو سن کر لرز جائیں۔مگر ابھی تک ان معاملات میں لیپا پوتی ہورہی ہے۔نہ تو کسی کا استعفیٰ، نہ ہی کسی کی گرفتاری اور نہ کوئی بڑا ایکشن۔آخر سرکار کس کو بچارہی ہے؟ مرکزی وزیر دھرمیندر پردھان اپنی ذمہ داری مانتے ہوئے مستعفی کیوں نہیں ہورہے؟ مگر اب معاملہ اتنا آسان نہیں۔حزبِ مخالف جماعتیں خاص کر کانگریس، سماج وادی پارٹی، ترنمول کانگریس اس معاملے کو ایوان میں زور سے اٹھائیں گی۔تب مودی کی نئی سرکار کو جواب دینا مشکل ہو گا۔ ویسے معتبر ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ بی جے پی امتحانات کے پیپر لیک معاملے میں کسی کو بلی کا بکرا بنانے والی ہے، ہوسکتا ہے وزیر تعلیم کا استعفیٰ مانگ لیا جائے؟ اور یہ پارلیمنٹ میں سوال و جواب سے پہلے ہوسکتا ہے۔ کچھ بھی ہو یہ معاملات ہندوستان کے ماتھے پر کلنک سے کم نہیں۔ایک طرف تو ہم چاند سے سورج کی طرف جا رہے ہیں۔ہم وشو گرو بننے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔دوسری طرف ہمارا حال یہ ہے کہ ہم پیپر لیک معاملات کو روک پانے میں ناکام ہورہے ہیں۔

ابھی ابھی پتہ چلا ہے کہ این ٹی اے کے ڈائریکٹر جنرل سبودھ کمار سنگھ کو برخاست کردیا گیا ہے اور پورے معاملے کی جانچ سی بی آئی کے حوالے کردی گئی ہے۔ساتھ ہی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس پورے معاملے کو دیکھے گی اور اس سلسلے میں اپنی سفارشات دے گی۔کمیٹی کے صدر اسرو کے سابق صدر ڈاکٹر کے رادھا کرشنن ہوں گے اور کمیٹی ایمس، دہلی کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر رندیپ گولیریا، پروفیسر بی جے راؤ (وائس چانسلر ایچ سی یو)، مدراس آئی آئی ٹی کے امیریٹ پروفیسر رام مورتی پر مشتمل ہوگی۔ساتھ ہی ہندوستانی بورڈ کے ممبر پنکج بنسل، پروفیسر آدتیہ متل (ڈین، آئی آئی ٹی، دہلی) اور گووند جیسوال (وزارتِ تعلیم کے جوائنٹ سکریٹری) کمیٹی میں مجلسِ عاملہ کے ممبر کے طور پر شریک ہوں گے۔

دراصل مرکزی سرکار نے جانچ اور ایکشن کے نام پر پارلیمنٹ اجلاس سے ایک دن قبل خانہ پری کی ہے، تاکہ وہ اٹھنے والے سوال کے جواب میں کچھ تو کہہ سکے۔کوئی بڑا ایکشن لینے کے بجائے سرکار لیپا پوتی کررہی ہے۔

aslamjamshedpuri@gmail.com

# نئے فوجداری قوانین پر شبہات کا ازالہ ضروری

**محمد فاروق اعظمی**

جائزہ

نوٹ بندی، جی ایس ٹی، لاک ڈاؤن جیسے فاتر العقل فیصلے کرنے اور بزور طاقت اس کے نفاذ کے بعد سے ملک میں مودی حکومت کی جو شبیہ بنی ہے، اس میں اس کے اچھے کام بھی شبہات میں گھرے نظر آتے ہیں۔اعتماد اور اعتبار کی یہ کمی کسی حکومت کیلئے بڑا خطرناک ثابت ہوتی ہے لیکن مودی حکومت اس معاملے میں خوش نصیب ہے کہ ساکھ کی کمی کا شکار ہونے کے باوجود سیاسی جوڑ توڑ کے ذریعہ وہ تیسری بار اقتدار پر قابض ہوچکی ہے اور اس کا آغاز ملک کے نظام عدل و انصاف کی نئی صورت گری سے کررہی ہے۔ ہندوستان کے نظام انصاف میں بنیادی کردار ادا کرنے والی تعزیرات ہند 1860، ضابطہ فوجداری 1898 اور قانون شواہد 1872 اگلے ایک ہفتہ میں مکمل طور پر ختم کردیے جائیں گے اور ان کی جگہ تین نئے فوجداری قوانین نافذ کیے جائیں گے۔حکمرانوں کا دعویٰ ہے کہ ان قوانین کے نفاذ کے بعد ہمارا فوجداری انصاف کا نظام دنیا کا جدید ترین فوجداری انصاف کا نظام بن جائے گا۔ مرکزی حکومت کے نوٹیفکیشن کے مطابق برطانوی دور کے انڈین پینل کوڈ (آئی پی سی)، انڈین ایویڈینس ایکٹ اور کریمنل پروسیجر کوڈ (سی آر پی سی) کی جگہ لینے والے تین نئے فوجداری قوانین انڈین جسٹس کوڈ، انڈین سول ڈیفنس کوڈ اور انڈین ایویڈینس ایکٹ یکم جولائی 2024 سے نافذ ہوں گے۔

گزشتہ دنوں سپریم کورٹ نے ان قوانین کے نفاذ کے خلاف دائر مفاد عامہ کی عرضی پر سماعت سے بھی انکار کردیا ہے اور آخری اڑچن بھی ختم ہوگئی ہے۔مفادِ عامہ کی عرضی میں کہا گیا تھا کہ جب یہ قوانین پارلیمنٹ میں پیش کیے گئے تھے تو پارلیمنٹ میں اس پر کوئی وسیع بحث نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس وقت زیادہ تر ارکان پارلیمنٹ کو معطل کردیا گیا تھا۔عرضی میں سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دے کر نئے قانون کا جائزہ لینے نیز ان پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ لیکن عدالت عالیہ نے اس عرضی کو سماعت کیلئے لائق بھی نہیں جانا اور اسے مسترد کردیا۔گویا مقننہ کے بعد عدلیہ بھی ہندوستان کے فوجداری نظام انصاف کو 19 ویں صدی سے سیدھے 21 ویں صدی میں چھلانگ لگانے کیلئے ہری جھنڈی دے چکی ہے۔

حکومت کا کہنا ہے کہ یہ تینوں فوجداری قوانین تعزیری بجائے انصاف کے اصولوں پر بنائے گئے ہیں۔ہندوستان میں مکمل لیک پروف عدالتی نظام بنانے کی بنیادی باتیں ان قوانین میں رکھی گئی ہیں جس کے ذریعہ پولیس اسٹیشن، ڈی جی پی آفس، کورٹ، جیل، ایف ایس ایل، پراسیکیوٹر آفس اور سکریٹریٹ کو ایک دوسرے سے منسلک کیا جائے۔ان قوانین کے مکمل نفاذ کے بعد ملک بھر میں کسی بھی فوجداری مقدمے کو نمٹانے میں 3 سال سے زیادہ وقت نہیں لگےگا۔

لیکن اعتبار اور اعتماد کی کمی کی شکل مودی حکومت کی ان باتوں پر اپوزیشن بالکل ہی بھروسہ کرنے کو تیار نہیں ہے۔مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی ان قوانین کی سب سے بڑی شاکی ہیں، انہوں نے کہ وزیراعظم نریندر مودی کو خط لکھ کر ان تینوں قوانین پر نظرثانی کا مطالبہ کیا ہے۔خط میں ممتا بنرجی نے لکھا ہے کہ گزشتہ دسمبر میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے 146 اراکین اسمبلی کو نکالے جانے کے بعد جس خود مختار طریقے سے تین بل منظور کیے گئے وہ ہندوستانی جمہوریت کی تاریخ میں ایک کالا دھبہ ہے۔اب اس پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ممتا بنرجی نے وزیراعظم کو یاد دلایا کہ پارلیمانی اخلاق کا تقاضا ہے کہ ان تینوں قوانین کے بننے کے عمل کا ایک بار پھر سے جائزہ لیا جائے۔جس طرح سے یہ تینوں بل سابقہ لوک سبھا میں بغیر کسی بحث کے عجلت میں منظور کیے گئے تھے، وہ جمہوری عمل اور اقدار کے خلاف ہے۔

> ہوسکتا ہے مودی حکومت کی نیت اچھی ہو، قانون کے کئی مثبت پہلو بھی ہیں لیکن ان پر اٹھنے والے شبہات بھی کافی قوی ہیں، اس لیے ممتا بنرجی کا یہ مطالبہ بجا ہے کہ جب تک ان شبہات کا ازالہ نہیں ہوجاتا ہے یہ تینوں قوانین نافذ نہیں کیے جانے چاہئیں۔

اپوزیشن کانگریس ہو ممتا بنرجی یا پھر سپریم کورٹ میں مفاد عامہ کی عرضی داخل کرنے والے وکلا اور رضاکار تنظیمیں ان کے شکوک و شبہات کی ٹھوس وجوہات ہیں۔ یہ تینوں فوجداری قوانین جن کی بابت حکومت زمین و آسمان کے قلابے ملارہی ہے اور انہیں تعزیر کی جگہ فرد کی اصلاح قرار دے رہی ہے، ان میں شفافیت کی کمی تو ہے ہی ان کے نفاذ کیلئے جن انفرا اسٹرکچر کی ضرورت ہے، وہ ہندوستان میں تاحال قائم نہیں ہوسکے ہیں۔اس سلسلے میں مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ کا کہنا ہے کہ ان تینوں قوانین کے نفاذ کیلئے بنیادی ڈھانچے، سافٹ ویئر، انسانی وسائل کی تربیت اور عدالتوں کی مکمل کمپیوٹرائزیشن کا کام دسمبر 2024 تک مکمل کرلیا جائے گا۔گویا قانون پہلے نافذ ہوگا اور اس پر عمل درآمد کے وسائل بعد میں سامنے آئیں گے۔

فوجداری انصاف کا نظام پولیس، عدلیہ، بیوروکریسی اور جیل حکام سمیت مختلف اداروں کے کام پر انحصار کرتا ہے۔ پولیس افسران کو قانون نافذ کرنے، مشتبہ افراد کو گرفتار کرنے اور انہیں تحویل میں لینے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ مشتبہ افراد کسی جج کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو ان کے جرم یا بے گناہی کا تعین کرتا ہے۔سزا سنائے جانے پر، جیل حکام کو قید، پے رول اور پروبیشن کا انتظام کرنے کا کام سونپا جاتا ہے۔لیکن لاجسٹک مسائل اور انفرا اسٹرکچر فوجداری انصاف کے نظام میں کم عملہ، ماہرین کی کمی اور زیر التوا مقدمات کی بلند شرح وغیرہ ایسے عوامل ہیں جو ان قوانین کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنیں گے۔اس کے علاوہ مختلف اعلیٰ سطحی کمیٹیوں کی سفارشات کو بھی ان قوانین میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔لاکمیشن، پارلیمانی قائمہ کمیٹی برائے داخلہ، جسٹس مالیمتھ کمیٹی (2003) اور جسٹس ورما کمیٹی (2013) کی گرفتاری، اعتراف جرم، ضمانت، غلط استغاثہ کیلئے معاوضہ اور سزائے موت جیسی کئی اہم سفارشات کو اس قانون میں جگہ نہیں دی گئی ہے۔اس کے علاوہ یہ نہیں بتایا کہ فوجداری سے متعلق وہ مقدمات جو ابھی زیرالتوا ہیں، ان کی سماعت اور فیصل ہونے کی کیا صورت ہوگی۔خبر ہے کہ 30 مارچ 2022 تک سپریم کورٹ میں زیر التوا 20 فیصد مقدمات فوجداری کے تھے۔12 دسمبر 2021 تک ملک کی نچلی عدالتوں میں زیر التوا مقدمات کا 74 فیصد فوجداری مقدمات تھے۔نومبر 2023 تک 30 لاکھ سے زیادہ فوجداری مقدمات 10 سال سے زائد عرصے سے زیر التوا ہیں۔ان تمام نکات کے حوالے سے مودی حکومت کے قوانین خاموش ہیں۔

شبہ کی سب سے بڑی وجہ ان بلوں کو ایوان سے بغیر کسی بحث کے پاس ہوکر قانون بننا ہے۔جس پر مغربی بنگال کی وزیراعلیٰ ممتا بنرجی کو ہی نہیں بلکہ ملک کے تمام شہریوں کو اعتراض ہونا چاہیے۔ایک ایسا قانون جو نافذ تو 2024 کی یکم جولائی سے نئے ارکان قانون سازیہ کی حلف برداری کے بعد ہورہا ہے لیکن اس قانون سازی میں نئے ارکان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔پارلیمانی نظام کی شفافیت اور ساکھ کا بھی تقاضا ہے کہ لوک سبھا کے نو منتخب اراکین کو ان کے دور میں بنائے گئے قوانین پر بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا جانا چاہیے۔

ہوسکتا ہے مودی حکومت کی نیت اچھی ہو، قانون کے کئی مثبت پہلو بھی ہیں لیکن ان پر اٹھنے والے شبہات بھی کافی قوی ہیں، اس لیے ممتا بنرجی کا یہ مطالبہ بجا ہے کہ جب تک ان شبہات کا ازالہ نہیں ہوجاتا ہے یہ تینوں قوانین نافذ نہیں کیے جانے چاہئیں۔

farooquekolkata@yahoo.com

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ہندوستان کا نمبر ایک اردو اخبار

# پارلیمنٹ کا اجلاس شروع

جمہوری نظام کی خوبی یہ ہے کہ اس میں پارٹیوں کی پوزیشن بدلتی رہتی ہے، عام لوگ اپنی طاقت اور اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار لیڈروں کو جتا کر یا ہرا کر کرتے ہیں۔اس طرح وہ اپنی ترجیحات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔اسی لیے جمہوری نظام کی بقا کے لیے اپوزیشن پارٹیوں کی کافی اہمیت سمجھی جاتی ہے لیکن ان کا کام عوام کے جذبات کی ترجمانی ہونا چاہیے، سیاست برائے سیاست نہیں۔ آج سے شروع ہونے والے پارلیمنٹ کے اجلاس میں بھی اس پر نظر ہوگی کہ اپوزیشن پارٹیاں اپنا رول بہتر طور پر ادا کرپارہی ہیں کہ نہیں۔نظر اس بات پر بھی ہوگی کہ حکومت کی ترجیحات کی فہرست میں کون سے ایشوز زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ وہ عام لوگوں کو راحت دینے کے تئیں کتنی سنجیدہ ہے؟ اس سے کتنی امیدیں وابستہ کی جانی چاہئیں؟

آج جب لوک سبھا کا پہلا سیشن شروع ہوا تو نئے ارکان پارلیمان نے حلف لیا۔ کسی نے سنسکرت میں حلف لیا، کسی نے بنگالی میں، کسی نے اڑیہ تو کسی نے اسمیا اور کسی نے ڈوگری میں حلف لیا۔ارکان پارلیمان کے ہندی کے ساتھ دیگر زبانوں میں بھی حلف لینے سے ایک بار پھر یہ بات واضح ہوگئی کہ ہمارا ملک لسانی تنوع والا ملک ہے۔ اس کی شناخت ہی کثرت میں وحدت والے ملک کی ہے۔اسی لیے ایک مذہب کے ماننے والوں کو نشانہ بنانے کے لیے مذہب کی باتیں جب کی جاتی ہیں، مذموم بیانات دیے جاتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مذموم بیانات دینے والے لیڈران ہندوستان کی اصل شناخت سے واقف نہیں ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو پھر سب کے ساتھ انصاف کیسے کریں گے اور بغیر انصاف کیے ہوئے وہ تمام لوگوں کی فلاح و بہبود کا یکساں خیال کیسے رکھ سکتے ہیں؟ لیکن امید کی جانی چاہیے کہ انتخابات کی تشہیری مہم کا اثر پارلیمنٹ میں نظر نہیں آئے گا اور دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک ہندوستان کی پارلیمنٹ کو وہ منظر نہیں دیکھنا پڑے گا جو منظر انتخابات سے پہلے دیکھنا پڑا تھا جب ایک رکن پارلیمان کو اقلیتی طبقے کا ہونے کی وجہ سے مذموم باتیں سننی پڑی تھیں جبکہ اس طرح کی باتوں سے ہمارے ملک کا وقار مجروح ہوتا ہے۔

2014 اور 2019 میں کانگریس کو 10 فیصد سیٹیں بھی نہیں مل پائی تھیں۔اپوزیشن اتحاد کی پوزیشن بھی حکمراں اتحاد کے مقابلے کافی کمزور تھی مگر اس بار حالات مختلف ہیں۔ گزشتہ بار کے مقابلے اس بار کانگریس اور اپوزیشن پارٹیوں نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔کانگریس کے 99 لیڈروں نے عام انتخابات میں جیت حاصل کی ہے تو اپوزیشن اتحاد ’انڈیا‘ کے 234 لیڈروں نے۔دوسری طرف حکمراں پارٹی بی جے پی کے 240 اور حکمراں اتحاد این ڈی اے کے 293 لیڈران عام انتخابات میں کامیاب ہوئے ہیں۔اسی لیے یہ توقع ہے کہ اس بار پارلیمنٹ کا سیشن زبردست ہوگا اور جمہوری نظام کی خوبیوں کا نظارہ کرنے کا موقع ملے گا اور آج ملا بھی۔حکمراں جماعت کے لیڈروں نے اپنے انداز میں اپنی بات کہی اور اپوزیشن جماعتوں کے لیڈروں نے اپنے انداز میں۔ لوک سبھا کے رکن پارلیمان کے روپ میں جب وزیراعظم نریندر مودی کا نام حلف لینے کے لیے پکارا گیا تو راہل گاندھی کے ہاتھ میں لال رنگ کی آئین کی کاپی تھی۔اپوزیشن کے دیگر لیڈران بھی اس وقت تک آئین کی کاپی لہراتے رہے جب تک وزیراعظم مودی نے حلف نہیں لے لیا لیکن وزیراعظم مودی کو شاید نئے حالات کا اندازہ تھا۔اسی لیے انہوں نے سیشن کی ابتدا سے ٹھیک پہلے میڈیا کو مخاطب کرتے ہوئے ایمرجنسی کا ذکر چھیڑا اور اسے جمہوریت پر لگا ’کالا دھبہ‘ قرار دیا۔ان کا کہنا تھا کہ ’ایمرجنسی کی 50 ویں سالگرہ پر ملک کے لوگ یہ عہد لیں کہ بھارت میں پھر کبھی کوئی ایسا قدم اٹھانے کی ہمت نہیں کرے گا‘۔اس کے بعد وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے اڑیہ میں حلف لینا شروع کیا تو اپوزیشن کے ارکان پارلیمان نے ’نیٹ نیٹ‘ اور ’شیم شیم‘ کے نعرے لگانے شروع کر دیے۔اس طرح آج پہلے ہی دن اپوزیشن ارکان پارلیمان نے یہ اشارہ دے دیا کہ وہ اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کریں گے اور ان ایشوز کو پارلیمنٹ میں اٹھائیں گے جو عام لوگوں کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ نیٹ-یو جی کا ایشو آسانی سے ختم ہونے والا نہیں ہے، کیونکہ اس سے لاکھوں طلبا کی براہ راست وابستگی ہے تو ان کے اہل خانہ اور دیگر لوگوں کی نظر اس پر ہے کہ حکومت اس سلسلے میں کیا حتمی فیصلہ لیتی ہے۔کئی دیگر ایشوز بھی ہیں۔ اس پارلیمانی اجلاس سے یہ اشارہ مل جائے گا کہ اپوزیشن کی ترجیحات کیا ہیں اور حکومت کی ترجیحات کیا ہیں؟

edit2sahara@gmail.com

میری آنکھوں میں کچھ ایسے خواب بسادیں
مایوسی کے صحرا میں جو پھول کھلادیں
پیاس کی آگ کی شدت شاید کم ہوجائے
کاغذ پر اک دریا کی تصویر بنادیں

**ارشد ندیم**

## تعلیم حاصل کریں اور ایک باعزت زندگی گزاریں

مکرمی!

اسلام نے حصول تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلے نبی اکرمؐ پر نازل ہونے والا لفظ ’’اقراء‘‘ تھا جس کا مطلب ہے پڑھنا، تلاوت کرنا، اعلان کرنا۔قرآن پڑھنے، مطالعہ کرنے، غور کرنے اور تحقیق کرنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے اور یہ ایک حکم ہے جو تمام مسلمانوں کو دیا گیا ہے۔علم حاصل کرنا ایک مقدس فریضہ ہے۔اپنی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے مصنفہ جو کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں کہتی ہیں کہ-’’ اس پدرانہ نظام دنیا میں ایک مسلمان خاتون ہونے کے ناطے میرے لیے اپنے لیے جگہ بنانا مشکل تھا۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرنے کے بعد، میں جامعہ ملیہ اسلامیہ میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر بنی۔ یہ مشکل کام حکومت کی طرف سے مسلم خواتین پر خصوصی توجہ دینے کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ میرے پاس اس سے زیادہ مہذب زندگی ہے، ان خواتین کے مقابلے جو اپنی مالی ضروریات کے لیے دوسروں پر انحصار کرتی ہیں، میں خود کے لیے کھڑی ہو سکتی ہوں اور اگر کوئی میرا ساتھ نہ دے تو میری اپنی پہچان ہے جہاں لوگ مجھے کسی کی بیٹی، بہن یا بیوی نہیں بلکہ فرد کے طور پر جانتے ہیں۔ جب آپ کام کرتے ہیں اور اپنے لیے کماتے ہیں تو لوگ آپ کے ساتھ عزت سے پیش آتے ہیں۔اب آپ اپنی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کے لیے دوسروں کی طرف نہیں دیکھتے۔ حکومت ہند لڑکیوں کی تعلیم کو مختلف طریقوں سے سپورٹ کرتی ہے۔حکومت ہند کی طرف سے تعلیم کے فروغ اور ضرورت مندوں کی مدد کے لیے مختلف اسکیمیں شروع کی گئی ہیں۔ بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ (BBBP) اسکیم، 2015 میں شروع کی گئی، جس کا مقصد بچیوں کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ کستوربا گاندھی بالیکا ودیالیہ (KGBV) اسکیم 2004 میں شروع کی گئی تھی تاکہ معاشرے کے پسماندہ طبقات کی لڑکیوں کو تعلیم فراہم کی جاسکے۔ اسکیم کے تحت لڑکیوں کے لیے کم شرح خواندگی والے علاقوں میں رہائشی اسکول قائم کیے جاتے ہیں۔ 2015 میں شروع کی گئی، سوکنیا سمردھی یوجنا اسکیم کے تحت والدین کو بچی کے نام پر بچت کھاتہ کھولنے کی اجازت دیتی ہے اور 7.6% کی اعلیٰ شرح سود فراہم کرتی ہے۔ نیشنل مینز کم میرٹ اسکالرشپ (NMMS) اسکیم معاشی طور پر کمزور طبقوں کے طلبا کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے مالی مدد فراہم کرتی ہے۔ 2009 میں شروع کی گئی راشٹریہ میڈیمک شکشا ابھیان (RMSA) اسکیم کا مقصد ہندوستان میں ثانوی اسکولوں میں تعلیم کے معیار کو بہتر بنانا ہے۔ اسکیم کے تحت اسکولوں کو بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے، اساتذہ کو تربیت فراہم کرنے اور لڑکیوں کے لیے دوستانہ پالیسیوں کو نافذ کرنے کے لیے مالی مدد فراہم کی جاتی ہے۔ایس ٹی لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے قومی اسکالرشپ ایسی ہی ایک اور اسکیم ہے۔ تعلیم ہماری روزمرہ کی زندگی میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔تاہم، ماضی میں مسلمانوں میں خواندگی کی شرح نے حوصلہ افزا اعدادوشمار نہیں دکھائے۔ قومی شماریاتی دفتر کی رپورٹ کے مطابق، مسلم مردوں میں خواندگی کی شرح 80.6% تھی جو کہ STS/SC(1) سے بدتر ہے۔اس سے بھی زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں اعلیٰ تعلیم میں داخلہ کم ہورہا ہے(2)۔مسلم خواتین کی شرح خواندگی کسی بھی دوسرے مذہبی گروہ کی خواتین کے مقابلے میں کم پائی گئی۔(3)۔تعلیم میں سکھانے یا سیکھنے کا عمل شامل ہے، خاص طور پر اسکول میں یا کالج، یا وہ علم جو آپ کو اس عمل سے حاصل ہوتا ہے۔تعلیم میں مخصوص مہارتیں حاصل کرنا بھی شامل ہے جن کی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ضرورت ہوسکتی ہے، خواہ وہ پیشہ ور ہو یا ذاتی۔ کسی کو ایک ایسے شعبے میں ٹھوس کریئر بنانے کے لیے تمام پیشہ ورانہ مہارتیں/صلاحیتیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو اس کے لیے موزوں ہو۔اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں ایک ایسا معاشرہ بنانا ہے جہاں خواتین اپنی زندگی گزارنے کے لیے کسی پر انحصار نہ کریں۔ہم خواتین کو اپنے باپ، بھائی، شوہر یا بیٹے کی آمدنی کا ذریعہ دیکھنا چھوڑ دینا چاہیے۔ تعلیم سے نہ صرف اپنی زندگی بہتر ہوسکتی ہے بلکہ یہ پورے خاندان، معاشرے، ملک اور پوری دنیا کے لیے فائدہ مند ہوسکتی ہے۔ایک اچھی طرح سے تعلیم یافتہ فرد تمام بنیادی سہولیات تک رسائی کے ساتھ ایک محفوظ اور مستحکم زندگی گزار سکتا ہے جو زندگی کے اچھے معیار کو یقینی بناتی ہے۔اعتماد کے ساتھ زندگی گزارنا، ایسا شخص صحت، تندرست اور مستقبل کی خوشحالی کے بارے میں باخبر فیصلے کرسکتا ہے۔جب ہم تمام افراد کے لیے فکرمند ہوتے ہیں، ہم معاشرے کے مسائل کے بارے میں سوچتے ہیں، ہم اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے ایسے مسائل کے نئے موثر حل نکال سکتے ہیں۔ایک بااختیار خاتون کے طور پر، میرا پیغام بلند اور واضح ہے، آپ تعلیم حاصل کریں اور ایک باعزت زندگی گزاریں۔

**سلطان احمد**- جعفر آباد، دہلی-53

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر ضیاء قادری نے ایم این ایس پرنٹرس پرائیویٹ لمیٹیڈ نمبر 345/4 بھتراہلی، اولڈ مدراس روڈ، کے آر پورم، بنگلور-560049 سے چھپوا کر دفتر روزنامہ راشٹریہ سہارا ڈی-5، تھرڈ فلور، جیوتی کمپلیکس، اپوزٹ ماروتی سوزوکی شوروم، 134/1 انفنٹری روڈ بنگلورو-560001 سے شائع کیا۔
Published & Printed by Zia Qadri on behalf of Sahara India Mass Communication and Printed at M.N.S. Printers Pvt. Ltd. No.345/4, Bhattarahalli, Old Madras Road, K.R.Puram, Bengaluru-560049, Karnataka and Published from Office Roznama Rashtriya Sahara D-5, 3rd Floor, Jyothi Complex, Opp. Maruti Suzuki Showroom, 134/1, Infantry Road, Bengaluru-560001
ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی ■ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: نعمت اللہ حمیدی * Editor & Group Editor: Abdul Majid Nizami (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: Nematullah Hameedi (mnhameedi@gmail.com)
For News Blr: saharaurdubangalore@gmail.com ■ Advertisement. Bengaluru: 080-25594449 (National): ■ 0-9891773434, 9899452476 Email: adsahara@gmail.com
ٹیلی فون نمبر بنگلور آفس: 080-25594449، سرکولیشن: 9448051975 www.roznamasahara.com
سال: 16 شمارہ نمبر: 5875 R.N.I. No.KARURD/2007/22871 Roznama Rashtriya Sahara (Bengaluru) Regd.: KA/BGGPO/2555/09-11
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار
روزنامہ راشٹریہ سہارا ○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں